دعائے صلوٰۃ حاجت کی عجیب عاشقانہ تشریح

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نظروں کو مجاریِ قضا کی طرف متوجہ کیا ہے یعنی جہاں سے فیصلے ہوتے ہیں عطاؤں کے، سزاؤں کے وہاں نظر رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ لہٰذا حکیم الامت تفسیر بیان القرآن میں فرماتے ہیں کہ مَنۡ یَّنۡظُرُ اِلٰی مَجَارِیۡ الۡقَضَآءِ لَا یُفۡنِیۡ اَیَّامَہٗ فِیۡ مُخَاصَمَۃِ النَّاسِ یعنی جس کی نظر مجاریٔ قضا پر ہوتی ہے وہ لوگوں کے لڑائی جھگڑے میں اپنی زندگی کو ضائع نہیں کرتا۔ مجاریٔ قضا کے معنیٰ ہیں جہاں سے فرمان جاری ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو فوراً معاف کر دیا، کیونکہ ان کی نظر مجاریٔ قضا پر تھی۔ لہٰذا فرمایا لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ کہ تم پر کوئی الزام نہیں حالانکہ دل میں سمجھ رہے تھے کہ وہیں سے سب کچھ ہوا ہے جو ہونا تھا۔ خواجہ صاحب کا شعر یاد آیا؎

نہ گھبرا کوئی دل میں گھر کر رہا ہے
مبارک کسی کی دل آزاریاں ہیں

اور جو شخص مجاریٔ قضا پر نظر نہیں رکھتا وہ ہمیشہ انسانوں سے لڑتا ہے کہ اس نے ہمیں یوں کہہ دیا اس نے ہمیں یوں کیوں کہا؟ ارے انسانوں سے کیا لڑتے ہو، مجاریٔ قضا پر نظر رکھو جہاں سے قضا جاری ہوئی، اس سے رجوع کرو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی غم یا پریشانی آتی تو آپ صلوٰۃ حاجت پڑھتے۔ لہٰذا جب کوئی غم یا پریشانی آئے تو پہلے دو رکعت صلوٰۃ حاجت پڑھ لیں، پھر حمد و ثناء کریں جیسے سورۂ فاتحہ یا تیسرا کلمہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پھر درود شریف پڑھیں، پھر یہ دُعا پڑھیں:

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ))

(سنن الترمذی، باب ماجاء فی صلوٰة الحاجة، ج:۱، ص:۱۰۹-۱۰۸)

(سنن ابن ماجة، باب ماجاء فی صلوٰة الحاجة، ص:۹۹-۹۸)

(المستدرک، ج:۱، ص:۳۲۰)

ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو حلیم و کریم ہیں۔ (حلیم ہے وہ ذات جو سزا دینے میں جلدی نہ کرے اور کریم وہ ذات ہے جو بدون استحقاق اور قابلیت عطا کرے) پاک ہے اللہ جو عرشِ اعظم کا ربّ ہے، ہر قسم کی تعریف اللہ ربّ العالمین کے لیے خاص ہے۔ اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں آپ کی رحمت کے موجبات کا اور آپ کی مغفرت کے ارادوں کا اور ہر نیکی کے مالِ غنیمت کا اور ہر بُرائی سے سلامتی کا، ہمارے کسی گناہ کو نہ چھوڑیئے مگر بخش دیجیے اور نہ ہمارا کوئی غم باقی رکھیے مگر اُس کو دور فرمادیجیے اور ہماری ہر حاجت کو جس سے آپ راضی ہوں اس کو پوری کردیجیے، اے ارحم الراحمین۔

ہر دُعا کے قبل اور بعد درود شریف پڑھ لینا دُعا کی قبولیت کا نہایت قوی ذریعہ ہے۔

اس دعا کا شروع کا جملہ دیکھیں لَآ اِلٰهَ غیر اللہ سے نفی سکھلادی کہ پہلے غیر اللہ سے دل کو کاٹو پھر ہر طرف اِلَّا اللّٰهُ ھی اِلَّا اللّٰهُ پاؤ گے۔ پھر حلیم سکھلایا کہ حلیم وہ ذات ہے اَلَّذِيْ لَا يُعَجِّلُ بِالْعُقُوْبَةِ

جو سزا دینے میں جلدی نہ کرے یعنی کس سے مانگ رہے ہو جو ہم سے بدلہ نہیں لیتا۔ پھر کریم سکھلایا کہ کریم اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَالْمِنَّۃِ حلیم اور کریم سکھلا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گنہگاروں کی مایوسی کو دور کر دیا کہ کیوں مایوس ہوتے ہو تمہارا پالا ایسے مالک سے ہے جو تم سے بدلہ نہیں لیتا اور جو نااہلوں پر ان کی نا اہلی کے باوجود عطاؤں کی بارش کرتا ہے، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندوں کی نظر کو مجاریٔ قضا تک لے گئے۔ کیا لفٹ تھی، کیا راکٹ تھا کہ زمین سے اٹھایا اور عرشِ اعظم تک پہنچایا سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اپنی امت کو تعلیم دے کر زمین والوں کو عرشِ اعظم تک پہنچا دیا کہ تم مجاریٔ قضا پر نظر رکھو، جہاں سے فیصلے جاری ہوتے ہیں وہیں سے تمہارا کام بنے گا۔ آگے فرمایا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور تعریف کرو تم اللہ کی کیونکہ مضمونِ درخواست عرض کرنے سے پہلے بادشاہوں کو کچھ القاب سے خطاب کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ تو بادشاہوں کے بادشاہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے القاب خود ان کے سکھائے ہوئے ہیں وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سب تعریف اللہ کے لیے جو رب ہے تمام عالم کا۔ آگے ہے اَسْأَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ ہم آپ سے رحمت کے موجبات کو مانگتے ہیں یعنی جن اعمال سے آپ کی رحمت ملتی ہے ان کو مانگتے ہیں یعنی جن اعمال سے عطا ملتی ہیں ان کو مانگو اور جن اعمال سے سزا ملتی ہے ان سے پناہ مانگو وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ اور اپنی بخشش کے عزائم ہمیں عطا کیجئے یعنی ہمارے عزائم ایسے ہوں جو ہمیں آپ کی مغفرت دلوائیں نہ کہ آپ کے غضب کا موجب ہوں۔ اس کے بعد ہے وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ اور ہر نیکی کا غنیمت عطا فرمائیے۔ محدثِ

عظیم ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ مالِ غنیمت کب ملتا ہے؟ جب جہاد میں فتح ہوتی ہے یعنی نفس کے جہاد میں ہمیں ایسی فتح دیجئے کہ ہر وقت ہم اپنے نفس پر غالب رہیں اور مالِ غنیمت کی نیکیاں ہمیں ملتی رہیں یعنی ہم تہجد، اشراق، اوّابین، تلاوت اور ذکر میں غرق رہیں، نفس ہم کو سستی میں مبتلا نہ کرنے پائے تاکہ ہم فاتحانہ مالِ غنیمت لوٹتے رہیں۔ مالِ غنیمت کا لفظ لانے کی وجہ ملا علی قاریؒ نے بتائی کہ مالِ غنیمت جہاد میں فتح ہو جانے پر ملتا ہے یہاں غنیمت کے لفظ سے نفس پر فتح حاصل ہونے کی بشارت ہے کہ تم اللہ سے مانگو کہ نفس پر مجھے فتح دے دیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ میرا نفس آپ کی نافرمانی میں مبتلا کر کے مجھے آپ کی رحمتوں سے محروم کر دے۔ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ اور مجھے تمام گناہوں سے سلامتی عطا فرمایئے، کیونکہ جب گناہوں سے محفوظ رہوں گا تو نیکیوں کا مالِ غنیمت باقی رہے گا اور آپ کی رحمتوں سے محروم نہ ہوں گا۔ اس کے بعد ہے لَاتَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ اِلٰی یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ آخر میں ہے کہ ہمارے سب گناہوں کو معاف کر دیجئے، ہمارے تمام غموں کو دور کر دیجئے، ہماری ہر وہ حاجت جس سے آپ راضی ہوں پوری کر دیجئے اور یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ آخر میں لگوایا، اور یہ کیوں لگوایا؟ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی سے پتہ چل گیا کہ جب بندہ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہتا ہے تو ایک فرشتے سے اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میرے بندے سے کہو کہ ارحم الراحمین تمہاری طرف متوجہ ہے مانگو کیا مانگتے ہو؟ یہ حدیث پاک ہے۔ تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس وحی کے پیشِ نظر صلوٰۃِ حاجت کی دعا کے آخر میں یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ لگوادیا تاکہ ارحم الراحمین کی رحمت میرے اُمتی کی طرف متوجہ ہو۔

اس نبی رحمت اور اس نبی احسان و کرم پر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار صلوٰۃ و سلام نازل ہوں آپ کی شانِ رسالت کے مطابق اور حق تعالیٰ کی شانِ رحمت کے شایانِ شان غیر محدود رحمتیں نازل ہوں۔

لٰہذا یہ عرض کرتا ہوں کہ کوئی حاجت پیش ہو کوئی اضطراری کیفیت ہو تو تین مرتبہ صلوٰۃ الحاجت پڑھو کسی مخلوق سے کوئی کام اٹکے تو یہی دعا کرو جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ سے اسی انداز سے مانگا ہے۔ خود نبی نے مانگا اور اُمت کو سکھایا کہ ان الفاظ سے مانگو۔ اب آپ سوچئے کہ ان الفاظ میں کیا معجزہ ہے انشااللہ تعالیٰ زندگی میں کوئی حاجت نہیں رکے گی، کوئی مصیبت ایسی نہیں جو نہ ٹلے، کوئی گناہ ایسا نہیں جو نہ چھوٹے۔ رو کر تو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کی دستگیری ہو گی، غیب سے مدد آئے گی اور جتنی ذلتیں اور خواریاں ہیں اللہ اپنی شانِ کرم کے شایانِ شان ان کی تلافی کرتا ہے جیسے بیٹا اگر باپ کو راضی کر لے اور بیٹے سے کچھ خطائیں ہو گئی ہوں جس سے اس کی ذلت کا چرچہ ہو رہا ہو تو باپ کوشش کرتا ہے کہ میرے بیٹے کی ذلت نہایت اعلیٰ شان سے عزت میں تبدیل کر دی جائے۔ تو اپنے ربّا کو جو راضی کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کی خطاؤں کی ذلتوں کی اپنے شانِ کرم کے شایانِ شان تلافی فرما دیتے ہیں۔ چاہیں تو اس سے کوئی کرامت صادر کرادیں گے یا کوئی عظیم الشان کام لے لیں گے جس سے امت قیامت تک اس کا چرچاذ کرِ خیر سے کرے گی۔ حضرت وحشی ؓ سے اتنی عظیم خطا ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی وحشی ؓ کے ہاتھ سے مسیلمہ

کذاب کو قتل کروایااور ملا علی قاریؒ نے اور مفسرّ ین نے لکھاہے کہ حضرت وحشیؓ نے جب مسیلمہ کو قتل کیا تو فرمایا کہ قَتَلۡتُ فِی جَاھِلِیَّتِی خَیۡرَ النَّاسِ وَقَتَلۡتُ فِیۡ اِسۡلَامِی شَرَّ النَّاسِ کہ میں نے اپنے جہالت کے زمانے میں یعنی کفر کی حالت میں بہترین انسان کو قتل کیا وَقَتَلۡتُ فِی اِسۡلَامِی شَرَّ النَّاس اور میں نے حالتِ اسلام میں اس کو قتل کیا جو انسانوں میں سب سے بڑا شر تھا۔تِلۡكَ بِتِلۡكَ اس شر کی تلافی میں اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم الشان خیر کا کام لے لیا۔اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ہماری آبرو کو کون سنوارے گا۔

چلی شوخی نہ کچھ بادِ صبا کی
بگڑنے میں بھی زُلف اس کی بنا کی

شیطان تو ہم سے خطائیں کراکے ہمیں ذلیل کرنا چاہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے اگر ہم ندامت کے ساتھ توبہ کریں تو ہماری زلفوں کو بکھیرنے کے لئے شیطان نے جو ہوائیں چلائی تھیں حق تعالیٰ ہماری ذلتوں کے بکھرے ہوئے بالوں کو پھر سے سنوار دیتے ہیں۔

چلی شوخی نہ کچھ بادِ صبا کی

میں کہتاہوں۔

چلی شوخی نہ کچھ اس بے حیا کی

یعنی شیطان نے تو کوشش کی تھی کہ اس کو ذلیل کردو مگر۔

بگڑنے میں بھی زُلف اس کی بنا کی

بس یہ عرض کرتاہوں کہ تین مرتبہ دو دو رکعت پڑھ کر یہ دعا کرو کیونکہ حدیث پاک میں آیاہے مَا مِنۡ عَبۡدٍ مُّؤۡمِنٍ لَا یَخۡرُجُ مِنۡ عَیۡنَیۡہِ دُمُوۡعٌ الخ یعنی جس بندۂ مومن کی آنکھوں سے بوجہ خشیت الٰہی

جو آنسو نکلتے ہیں اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہوں تو اللہ تعالیٰ اس بندہ پر دوزخ کی آگ حرام فرمادیتے ہیں۔ تو محدث عظیم ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ کم سے کم تین آنسو تو گراؤ کیونکہ حدیث میں جمع کا لفظ دُمُوعٌ آیا ہے اور عربی کا جمع کم از کم تین ہوتا ہے، اس لیے کم از کم آنسو کے تین قطرے تو گراؤ، حدیث میں ہے کہ خواہ وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر چھوٹے ہی ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جائے گا۔ اور کبھی زمین پر آنسو گراؤ، سجدے میں رولو ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ غرض کوئی بہانۂ رحمت نہ چھوڑو۔ آنسو پر تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ مکھی کے سر کے برابر آنسو نکل آئے تو دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ نمبر دو جہاں جہاں آنسو لگتے ہیں وہاں آگ حرام ہو جاتی ہے تو آنسوؤں کو مل بھی لینا چاہیے، چہرے پر پھیلا لو، داڑھی میں خوب لگا لو تا کہ زیادہ سے زیادہ حصے پر جہنم کی آگ حرام ہو جائے۔ اور پھر جب وہ جُز کو جنت کے لئے اُٹھائیں گے تو کُل بھی لے لیں گے کیونکہ کریم کی شان کے خلاف ہے کہ ہمارے جُز کو جنت میں داخل کر دے باقی کو جہنم میں پھینک دے۔ نمبر تین یہ کہ ایک روایت میں ہے کہ کچھ آنسو زمین پر گر جائیں، لہٰذا کبھی کبھی بغیر مصلّٰی کے زمین پر نماز پڑھ کے آنسو گرالو۔ اور زمین کے حکم میں موزیک کا فرش بھی داخل ہے کیونکہ جس پر تیمم جائز ہو وہ سب زمین کی جنس ہیں اور سیمنٹ کے پکے فرش پر اور موزیک کے فرش پر تیمم جائز ہے۔ لہٰذا قالینوں سے ہٹ کر کہیں ایسی جگہ رولو۔ اور اگر اتنا آنسو نہ نکلے تو سجدے میں رولو تا کہ ایک قطرہ بھی گر جائے۔ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو۔

حضرت امام بخاریؒ بچپن میں نابینا ہو گئے تھے، آپ کی والدہ صاحبہ کثرت سے دعا کرتی تھیں۔انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ قَدْ رَدَّ اللّٰهُ بَصَرَ وَلَدِكِ بِكَثْرَةِ دُعَآئِكِ تیرے بچے کی بینائی کو اللہ نے واپس کر دیا تیری دعاؤں کی کثرت کی وجہ سے۔ تو معلوم ہوا کہ کثرتِ دعا سے کام بنتا ہے۔بس دو چار دن دعا کر کے چھوڑنا نہیں چاہئے، دعا میں لگے رہو۔ جو شخص کثرت سے دعا کر کے پھر مایوس ہو جاتا ہے اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے کہ ارے! اتنے دن مانگتے ہوئے ہو گئے ابھی تک میری دعا کو قبول نہیں کیا۔ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے ناراض ہو جاتے ہیں کیوں؟ کیوں ناراض ہوتے ہیں؟ گویا اس شخص نے اعتراض کیا کہ ہمارا کام اتنے دن میں بن جانا چاہئے تھا، آپ نے اتنے دن میں نہیں بنایا۔ یہ اللہ پر اعتراض ہے، ایسا شخص نادان ہے، عارف نہیں ہے،اسے پتہ ہی نہیں کہ یہ مانگنا کیا کم نعمت ہے ؎

امید نہ بر آنا امید بر آنا ہے
اک عرضِ مسلسل کا کیا خوب بہانا ہے

اگر دعا میں ہماری امید پوری نہیں ہو رہی یا دیر سے پوری ہو رہی ہے تو تم کو تو دعا کی توفیق سے اللہ تعالیٰ سے گفتگو کا شرف مل رہا ہے۔ روزانہ کہہ رہے ہو اے اللہ! یا اللہ! یہ کیا معمولی نعمت ہے؟ ؎

امید نہ بر آنا امید بر آنا ہے
اک عرضِ مسلسل کا کیا خوب بہانا ہے

دیکھئے! اپنے موقع پر اشعار کی فٹنگ، یہ میرا رب مجھے عطا کرتا ہے۔ اس لئے دعا کرتے رہیں، بندے کی کوئی حاجت، کوئی پریشانی

ایسی نہیں جس کو اللہ تعالیٰ دفع کرنے پر قادر نہ ہوں۔ دیر ہو تو گھبراؤ مت۔ لگے رہو اور اس صبر پر اجر الگ ملے گا۔ بچے کو تکلیف ہے تو اس کو بھی اجر ملے گا، باپ کو غم ہو رہا ہے اس کو بھی اجر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہو، ایک دن ایسا آئے گا کہ اچانک کام بن جائے گا۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ڈاکٹروں نے مجھے مایوس کر دیا ہے کہ تمہاری یہ بیماری اچھی نہیں ہو گی۔ میں نے کہا ڈاکٹروں نے مایوس کیا ہے نا! اللہ تعالیٰ نے تو مایوس نہیں کیا۔ کہا پھر کیا کروں؟ میں نے کہا روزانہ تین مرتبہ نماز حاجت پڑھ کر یہی دعا پڑھو، تین مرتبہ روزانہ پڑھو۔ چند مہینے پڑھا، اس کے بعد ایک دن آئے اور کہنے لگے کہ بغیر دوا کے میرا مرض اچھا ہو گیا، اس مرض کا پتا ہی نہیں چلا کہ کہاں گیا۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو، ہماری ہر حاجت کا یہی علاج ہے۔

ایک دفعہ میرا پوتا اسماعیل بیمار ہو گیا۔ میں ان دنوں ڈھاکہ میں تھا۔ مولانا مظہر میاں نے مجھے فون کیا کہ آپریشن تجویز ہے، میں نے ہسپتال میں اس کے لئے کمرہ لے لیا ہے۔ میں نے کہا ایک ہفتے کے لئے مہلت دو، مجھے اللہ سے مانگنے کا موقع دو، ایک ہفتے کے بعد تمہیں اختیار ہے، تمہارا بچہ ہے جو چاہو کرو، لیکن ہمارا بھی تو کچھ ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے رو رو کے عرض کیا کہ یا اللہ! میرے بچے کو آپریشن کے بغیر اچھا کر دیجئے۔ آج چار پانچ سال ہو گئے آپریشن نہیں ہوا، بالکل مرض ہی غائب ہو گیا۔ اللہ سے مانگ کر کے تو دیکھو۔ اگر اپنے ربّا کے اوپر ہم ناز نہیں کریں گے تو کس پر ناز کریں گے اور کوئی ہے کیا؟ کیا کوئی اور دروازہ بھی ہے جس پر ہم جائیں؟ ؎

نہ پوچھے سوا نیکو کاروں کے گر تو

کہاں جائے بندہ گنہگار تیرا

کوئی بھی مرض ہو، چاہے جسمانی ناسور ہو یا روحانی ناسور ہو، پرانے سے پرانا پاپی اور مجرم ہو، مجرمانہ عادت رکھتا ہو اللہ سے رو رو کر مانگے، نہ ٹھیک ہو تو کہنا اختر کیا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے اسباب پیدا کریں گے۔ جیسے کہ ماں دیکھتی ہے کہ میرا بچہ مٹی کھاتا ہے اور اس نے چھپ کر کے مٹی کھالی اور ماں کو پتہ چل گیا تو حلق میں انگلی ڈال کر مٹی نکال دے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ گناہوں کا لیا ہوا مزہ آنکھوں سے آنسو نکلوا کرا گلوا دیتے ہیں اور اگر مٹی بچہ کے پیٹ میں پہنچ گئی تو ماں آپریشن بھی کراتی ہے۔ اسی طرح جو گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دیں گے جس سے اس کے دل کے ذرّے ذرّے میں اضطراری کیفیت پیدا ہو جائے گی، یہ اضطرار غیبی آپریشن ہے۔ ایسے مسائل آجائیں گے جس سے گھبرا کر وہ توبہ کرے گا، اللہ تعالیٰ کے سامنے روئے گا۔ نمبر تین: گھر میں جہاں کہیں مٹی ہوتی ہے تو ماں اس کو جھاڑو سے صاف کر دیتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو اپنا مقبول بناتے ہیں اس سے اسبابِ معصیت دور فرما دیتے ہیں۔ نمبر چار: اگر محلّے کا کوئی لڑکا مٹی چھپا کر لائے اس کے بچہ کو کھلانے کے لئے تو ماں اس لڑکے کو تھپڑ مارتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ان لوگوں کو ہلاک اور برباد کرتے ہیں جو ان کے خاص بندوں کے لیے گناہوں کے اسباب پیدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی کس طرح حفاظت کرتے ہیں اس کے یہ چار طریقے میں نے عرض کر دیئے اور یہ حدیث اَللّٰھُمَّ وَاقِیَةً کَوَاقِیَةِ الْوَلِیْدِ کی شرح ہے۔